فطری ایمان مختلف افکار اور علوم کی روشنی میں: ایک جامع تحقیقی جائزہ

Natural Faith in the Light of Various Thoughts and Disciplines A Comprehensive Research Study

Ayaz Ullah
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, University of Malakand
Email: ayazullah7172@gmail.com
Prof. Atta Ur Rahman
Professor, Department of Islamic Studies, University of Malakand.
Email: ataurrahman3003@gmail.com
Dr. Alia Shah
Lecturer in Islamic Studies, University of Malakand.
Email: aliya91077@gmail.com

Abstract:
This article looks at whether humans are born believing in God or if they start life without any belief. It discusses ideas from philosophy, psychology, and anthropology to answer this question. Philosophers like Al-Ghazali, Ibn Sina, Thomas Aquinas, and John Calvin believe that faith in God is a natural part of being human. Even some secular thinkers also agree that people have a natural tendency to believe in a higher power. The article explores these ideas and shows that belief in God is deeply connected to human nature.
The article also looks at modern research from psychology and anthropology, which suggests that humans are naturally inclined toward religious belief from a young age. Psychologists like Justin Barrett say that humans are "born believers", and this belief is part of how our minds work. Studies in anthropology also show that belief in spiritual beings is common in all cultures, which suggests that faith in God is something natural, not just taught. The article concludes that belief in God is an essential part of human nature, influenced by both our minds and societies, not only by the environment we grow up in.
Keywords: Natural Faith, Belief in God, Islam, secularism, psychology and anthropology

تعارف:

انسانی وجود کا ایک بنیادی سوال ہمیشہ سے یہ رہا ہے کہ کیا انسان فطری طور پر خدا پر ایمان رکھنے والا ہے، یا وہ فطرتاً الحاد کی طرف مائل ہے؟ یہ سوال نہ صرف فلسفیانہ مباحث میں، بلکہ نفسیات، بشریات، اور سماجی علوم

میں بھی ایک مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ دنیا کے مختلف مذاہب اور فلسفیانہ مکاتب فکر میں اس سوال کے حوالے سے مختلف نظریات پائے جاتے ہیں۔ بعض مفکرین کا کہنا ہے کہ خدا پر ایمان انسانی فطرت کا ایک لازمی حصہ ہے، جبکہ دوسرے اس کو صرف خارجی اثرات کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔

یہ تحقیق اس سوال کے گرد گھومتی ہے کہ آیا انسان کی فطری حالت میں خدا پر ایمان شامل ہے یا نہیں، اور اگر ہے تو کس حد تک؟ کیا خدا پر ایمان کا رجحان ہر انسان کے اندر ایک جیسے طریقے سے موجود ہے، یا یہ رجحان مختلف ثقافتوں، معاشرتوں، اور پرورش کے انداز کے زیر اثر تشکیل پاتا ہے؟ یہ سوالات نہ صرف مذہب اور فلسفہ کے دائرے میں اہم ہیں، بلکہ ان کا اثر انسانی اخلاقیات، معاشرت وغیرہ پر بھی، براہ راست پڑتا ہے۔

تحقیق کی دنیا میں اس موضوع کو کئی زاویوں سے پرکھا گیا ہے، اور مختلف علوم کی روشنی میں اس کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ فلسفہ، نفسیات، بشریات، اور دیگر سماجی علوم نے اس بات کا جائزہ لیا ہے کہ انسان کے ذہن، روح، اور معاشرتی ڈھانچے میں خدا پر ایمان یا الحاد کی کیا حیثیت ہے؟ یہ تحقیقاتی مضمون ان تمام زاویوں کو ایک جامع بحث کے ذریعے یکجا کرنے کی کوشش ہے، تاکہ اس سوال کا ایک متوازن جواب پیش کیا جا سکے۔

اس تحقیق کی اہمیت اس لیے بھی ہے کہ یہ انسان کی بنیادی فطرت کو سمجھنے کی ایک کوشش ہے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ خدا پر ایمان انسان کی فطری حالت کا حصہ ہے، تو اس سے نہ صرف مذہب بلکہ انسانی نفسیات، اخلاقیات، اور معاشرت کے مطالعے میں بھی اہم نتائج اخذ کیے جا سکتے ہیں۔ اسی طرح، اگر الحاد کو انسان کی فطری حالت مانا جائے، تو اس سے مذہبی تعلیمات اور ان کے سماجی اثرات کو نئے سرے سے سمجھنے کی ضرورت پیش آ سکتی ہے۔

اس تحقیق میں ہمارے سامنے مندرجہ ذیل سوالات کا جامع اور متوازن جوابات تلاش کر کے قارئین کے سامنے پیش کرنا ہے۔

1. خدا پر ایمان انسان کی فطری حالت ہے، یا الحاد؟
2. فلسفیانہ نظریات اس سوال کا کیا جواب دیتے ہیں؟
3. نفسیاتی علوم سے کیا ثابت ہوتا ہے؟
4. بشریات اس بارے کہ ابتدائی انسانی معاشرتیں خدا پر ایمان رکھتی تھیں یا نہیں، کیا کہتا ہے؟
5. کیا ماحول اور پرورش انسان کی فطری حالت کو تبدیل کر سکتے ہیں؟

اس تعارفی حصہ کے بعد اب ہم ایمان کی فطری جڑوں کو فلسفہ، نفسیات، بشریات وغیرہ، زاویوں سے دیکھنے اور پرکھنے کی کوشش کرتے ہے۔

فلسفیانہ نقطہ نظر:

انسانی فطرت اور خدا پر ایمان کے تعلق پر صدیوں سے فلسفیانہ مباحث جاری ہیں۔ بہت سے فلسفی اس بات پر متفق ہیں کہ انسان فطری طور پر ایک عظیم ہستی پر ایمان رکھنے والا پیدا ہوتا ہے اور یہ ایمان اس کی فطری جبلت کا حصہ ہوتا ہے۔ اس نظریے کو پیش کرنے والے فلسفیوں میں مسلم، عیسائی، اور سیکولر فلسفی شامل ہیں جنہوں نے اپنی اپنی تحقیقات اور تفکرات کے ذریعے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ خدا پر ایمان انسان کی فطری حالت ہے۔

مسلم فلسفیوں میں امام غزالی اور ابن سینا نمایاں حیثیت رکھتے ہیں جنہوں نے فطری ایمان کے تصور کو اپنے فلسفے کا ایک اہم حصہ بنایا۔ امام غزالی، جو کہ اسلامی فلسفے اور الٰہیات کے ایک بہت بڑے عالم ہے۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ انسان کی فطرت میں خدا کی پہچان اور اس کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کی خصوصیت رکھی گئی ہے۔ غزالی اپنی مشہور کتاب احیاء علوم الدین میں لکھتے ہیں: "فإنَّ الخلق كافَّةً قد خُلقوا على الفطرة، فأبواهم يُهودانهم أو ينصرانهم أو يمجسانهم."[1] (یقیناً تمام انسانوں کو فطرت پر پیدا کیا گیا ہے، پھر ان کے والدین انہیں یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔)

غزالی اپنی ایک دوسری کتاب المستصفی من علم الاصول میں لکھتے ہیں: "واعلم أن معرفة الله فطرية، لكن الحجب عنها هي الذنوب والآثام."[2] (جان لو کہ خدا کی معرفت فطری ہے، لیکن اس سے پردہ گناہوں اور بداعمالیوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔)

اسی طرح ابن سینا، جو مغرب میں اوی سینا کے نام سے مشہور ہیں، نے بھی اس بات پر زور دیا کہ انسانی عقل میں خدا کے وجود کا ادراک فطری طور پر موجود ہے۔ اپنی کتاب الاشارات والتنبيهات میں لکھتے ہے: "كل ما في الكون يدلُّ على وجود العلَّة الأولى، والعلَّة الأولى هي الله."[3] (کائنات کی ہر چیز پہلی علت کے وجود کی گواہی دیتی ہے، اور پہلی علت، خدا ہی ہے۔)

ابن سینا اپنی ایک دوسری کتاب الشفاء میں لکھتے ہے: "الإنسان بفطرته يميل إلى الاعتقاد بوجود شيءٍ أكبر وأعظم منه، وهذا الاعتقاد هو الله."[4] (انسان اپنی فطرت سے ایک ایسی ہستی کے وجود پر یقین رکھتا ہے جو اس سے بڑی اور عظیم ہو، اور یہ یقین خدا ہے۔)

اسی طرح عیسائی فلسفیوں نے بھی فطری ایمان کے مسئلے پر بحث کی ہے۔ ان میں تھامس ایکویناس اور جان کیلون نے اس بات کی بھرپور وکالت کی ہیں۔

سب سے پہلے ہم ایکویناس کی بات کرتے ہے۔یہ صاحب کیتھولک فلسفی اور الٰہیات کے ماہر ہے۔ تھامس نے اس بات پر زور دیا ہے کہ خدا کا علم فطری طور پر تمام انسانوں میں موجود ہے۔ اپنی مشہور کتاب سُمّا تھیولوجیکا میں، ایکویناس لکھتے ہیں: "The knowledge of God is naturally implanted in all men."[5] (خدا کا علم تمام انسانوں میں فطری طور پر ودیعت کیا گیا ہے۔)

اسی طرح، ایکویناس اپنی کتاب The Nature of Good میں بیان کرتے ہیں: "All things known to us naturally lead us to knowledge of God."[6] (ہمارے علم میں آنے والی تمام چیزیں ہمیں خدا کے علم کی طرف لے جاتی ہیں۔)

جان کیلون، جو پروٹسٹنٹ ریفارمیشن کی ایک مرکزی شخصیت تھے، نے بھی انسان کے اندر خدا کے وجود کا ایک فطری احساس موجود ہونے کی بات کی۔ اپنی تصنیف Institutes of the Christian Religion میں، کیلون لکھتے ہی "There exists in the human mind, and indeed by natural instinct, some sense of Deity."[7] (انسانی ذہن میں، فطری جبلت کے ذریعے ایک برتر ہستی کا احساس موجود ہے۔)

کیلون اپنی ایک اور کتاب The Nature of Faith میں لکھتے ہے: "Faith is not only an illumination of the mind, but a natural inclination toward God."[8] (ایمان صرف ذہن کی روشنی نہیں، بلکہ خدا کی طرف ایک فطری جھکاؤ ہے۔)

مؤمن فلسفیوں کے علاوہ سیکولر فلسفیوں میں بھی کچھ ایسے نام شامل ہیں جنہوں نے انسانی فطرت میں خدا کے وجود کا ادراک فطری سمجھا، جیسے کہ ایمانوئل کانٹ اور ڈیوڈ ہیوم۔

ایمانوئل کانٹ، جو فلسفہ کے میدان میں ایک اہم نام ہے، نے اس بات پر زور دیا کہ خدا کا تصور انسانی عقل میں گہرائی سے پیوست ہے۔ اپنی کتاب Critique of Pure Reason میں لکھتے ہیں: "The idea of God is deeply embedded in human reason."[9] (خدا کا تصور انسانی عقل میں گہرائی سے پیوست ہے۔)

کانٹ اپنی ہی ایک دوسری کتاب The Groundwork of the Metaphysics of Morals میں لکھتے ہے: "The existence of God is a necessary postulate of practical reason."[10] (خدا کا وجود عملی عقل کی ایک لازمی مسلمہ ہے۔)

ڈیوڈ ہیوم، جو عام طور پر ایک شکی فلسفی کے طور پر جانے جاتے ہیں، نے بھی اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ انسان قدرتی طور پر خدا یا دیوتاؤں کے وجود کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ اپنی تصنیف The Natural History of Religion میں لکھتے ہے: "The propensity of human nature to attribute everything to divine agency is universal."[11] (انسانی فطرت کی یہ خصوصیت کہ وہ ہر چیز کو مقدس ہستی کی کارگزاری سے منسوب کرتی ہے، عام ہے۔)

ہیوم کی ایک اور کتاب Essays on Morality and Religion میں وہ لکھتے ہیں:

"It is natural for humans to seek a cause for everything, and this leads to belief in gods."[12] (انسان کے لیے ہر چیز کا سبب تلاش کرنا فطری ہے، اور یہ اس کو دیوتاؤں پر ایمان کی طرف لے جاتا ہے۔)

مندرجہ بالا فلاسفہ کے تحقیقات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ انسانی فطرت میں خدا پر ایمان کا رجحان پایا جاتا ہے۔ امام غزالی اور ابن سینا جیسے مسلم فلسفیوں نے فطری ایمان کے تصور کو اہمیت دی، جبکہ تھامس ایکویناس اور جان کیلون جیسے عیسائی فلسفیوں نے بھی اس بات پر زور دیا کہ خدا پر ایمان ایک فطری عمل ہے۔ اس کے علاوہ سیکولر فلسفیوں نے بھی اس بات کا اقرار کر کے رکھ دیا کہ انسانی فطرت ایک برتر اور عظیم ذات کا اقرار کرتی آئی ہے۔

نفسیات دانوں کے تحقیقات:

انسانی فطرت میں خدا پر ایمان رکھنے کے رجحان کو سمجھنے کے لیے نفسیات (Psychology) ایک اہم میدان ہے۔ مختلف ماہرینِ نفسیات (Psychologists) نے اس بات کا مطالعہ کیا ہے کہ آیا انسان فطری طور پر خدا پر ایمان رکھتا ہے، یا یہ رجحان سماجی اور ثقافتی عوامل کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اس حصے میں ہم مسلم، عیسائی، اور خاص طور پر سیکولر ماہرینِ نفسیات کے نظریات کا جائزہ لیں گے جو اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ انسان نفسیاتی طور پر خدا پر ایمان رکھنے والا ہے۔

سیکولر ماہرینِ نفسیات (Secular Psychologists) نے وسیع پیمانے پر تحقیق کی ہے کہ انسانی ذہن اور دماغ قدرتی طور پر مذہبی عقائد کی طرف کیوں مائل ہوتے ہیں۔ ان ماہرین کے نظریات سے پتہ چلتا ہے کہ انسان کی فطری نفسیات میں خدا یا کسی اعلیٰ ہستی پر ایمان کی بنیاد موجود ہے۔

اس سلسلے میں سب سے پہلا نام ڈاکٹر جسٹن ایل۔ باریٹ ہے۔ باریٹ ایک مشہور ماہر نفسیات ہیں، اپنی کتاب Born Believers:The Science of Children's Religious Belief میں لکھتے ہیں:

"Human beings are born with a predisposition to believe in gods, and this predisposition is a natural part of the cognitive architecture of the human brain."[13]

(انسان فطری طور پر خداؤں پر ایمان رکھنے کی صلاحیت کے ساتھ پیدا ہوتا ہے، اور یہ صلاحیت انسانی دماغ کے ادراکی ڈھانچے کا ایک قدرتی حصہ ہے۔)

مزید بر آں، باریٹ نے اپنی دوسری تحقیق Why Would Anyone Believe in God? میں اس بات پر زور دیا کہ

"The cognitive structures that support belief in supernatural beings are naturally present in the human brain, suggesting that belief in God is not something learned but rather something intrinsic to human nature."[14]

(انسانی دماغ میں وہ ادراکی ڈھانچے قدرتی طور پر موجود ہوتے ہیں جو ماورائی ہستیوں پر ایمان کو سپورٹ کرتے ہیں، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا پر ایمان کوئی سیکھی ہوئی چیز نہیں، بلکہ یہ انسانی فطرت کا ایک اندرونی حصہ ہے۔)

اسی طرح ڈاکٹر اولی نورزایان، جو سیکولر نقطہ نظر کے ماہر ہے، اپنی کتاب Big Gods: How Religion Transformed Cooperation and Conflict میں بیان کرتے ہیں:

"Religious belief is a natural product of the human mind, emerging from cognitive processes that favor belief in supernatural agents."[15]

("مذہبی عقیدہ انسانی دماغ کا ایک قدرتی نتیجہ ہے، جو ایسے ادراکی عمل سے پیدا ہوتا ہے جو ماورائی قوتوں پر ایمان کو فروغ دیتے ہیں۔")

اولی نورزایان اپنی دوسری کتاب The Supernatural Selection: How Religion Evolved میں مزید وضاحت کرتے ہیں کہ:

"Human cognition is wired to detect agency and intentionality, which naturally leads to belief in gods and other supernatural beings."[16]

انسانی ادراک اس طرح ترتیب دیا گیا ہے کہ وہ ایجنسی اور ارادیت کو پہچانتا ہے، جو قدرتی طور پر دیوتاؤں اور دیگر ماورائی ہستیوں پر ایمان کی طرف لے جاتا ہے۔"

ڈاکٹر پیسکل بوائے، جو ماہرِ نفسیات اور بشریات ہے، اپنی تحقیق Religion Explained: The Evolutionary Origins of Religious Thought میں بیان کرتے ہے:

"The human brain is predisposed to religious belief, driven by cognitive systems that are naturally tuned to perceive and believe in supernatural entities."[17] "

انسانی دماغ مذہبی عقائد کے لیے پہلے سے ہی تیار ہوتا ہے، جس کی بنیاد ان ادراکی نظاموں پر ہے جو قدرتی طور پر ماورائی ہستیوں کو سمجھنے اور ان پر ایمان لانے کے لیے تیار ہوتے ہیں۔"

اسی طرح ڈاکٹر اسکاٹ اے۔ ٹریور اپنی تحقیق The Believing Brain: From Ghosts and Gods to Politics and Conspiracies میں لکھتے ہے

"The human brain is hardwired for belief in gods, spirits, and other supernatural agents, which explains why such beliefs are universal across cultures."[18]

" انسانی دماغ دیوتاؤں، روحوں، اور دیگر ماورائی قوتوں پر ایمان کے لیے تیار کیا گیا ہے، جو اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ ایسے عقائد تمام ثقافتوں میں کیوں عام ہیں۔"

مسلم ماہرینِ نفسیات (Muslim Psychologists) نے بھی انسانی فطرت میں خدا پر ایمان کی فطری نوعیت پر کافی تحقیق کی ہے۔ ان کے نظریات میں یہ بات شامل ہے کہ انسان کی روحانی جبلت اسے خدا کے وجود کی طرف مائل کرتی ہے۔ ان میں ڈاکٹر مالک بدری، جو کہ اسلامی نفسیات کے بانیوں میں سے ایک ہے۔ اپنی کتاب Contemplation: An Islamic Psychospiritual Study میں اس بات پر زور دیتے ہیں کہ:

"The human soul is naturally inclined towards the belief in a higher power, and this inclination is rooted in the fitrah, the natural disposition given by God."[19]

(انسانی روح فطری طور پر ایک اعلیٰ طاقت پر ایمان رکھنے کی طرف مائل ہوتی ہے اور یہ رجحان فطرت میں جڑیں رکھتا ہے، جو خدا کی طرف سے دی گئی قدرتی حالت ہے۔)

اسی طرح ڈاکٹر مصطفیٰ ابو سعد، اسلامی نفسیات کے ماہر، اپنی کتاب Islamic Psychology: Human Behaviour and the Potential for Spiritual Growth میں لکھتے ہے

: "Human psychology is inherently spiritual, and this spirituality manifests as an innate belief in God. This belief is not just taught; it is a natural part of the human psyche."[20]

("انسانی نفسیات فطری طور پر روحانی ہے، اور یہ روحانیت خدا پر ایک فطری ایمان کے طور پر ظاہر ہوتی ہے۔ یہ ایمان صرف سکھایا نہیں جاتا، بلکہ یہ انسانی نفسیات کا ایک قدرتی حصہ ہے۔")

مسلم کے علاوہ، عیسائی ماہرینِ نفسیات (Christian Psychologists) نے بھی انسانی فطرت میں خدا پر ایمان کی فطری نوعیت پر تحقیق کی ہے، اور انہوں نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ انسان نفسیاتی طور پر خدا کے وجود کو قبول کرنے کی طرف مائل ہوتا ہے۔

ان ماہرین میں ڈاکٹر پال سی۔ وٹس، جو ایک معروف عیسائی ماہر نفسیات ہے، اپنی کتاب Faith of the Fatherless: The Psychology of Atheism میں لکھتے ہے:

"The human mind has a natural orientation towards belief in God, which is evident even in childhood.[21]

خدا پر ایمان کی بشریاتی بنیادیں:

بشریات (Anthropology) ایک ایسا علم ہے جو انسانی ثقافتوں، روایات، اور معاشرتی ڈھانچوں کا مطالعہ کرتا ہے۔ یہاں اس علم کے ذریعے ہم یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ کیا انسان فطری طور پر خدا یا کسی عظیم ہستی پر ایمان رکھنے والا ہوتا ہے۔ بہت سے بشریات دان (Anthropologists) نے اس بات کا مطالعہ کیا ہے کہ مختلف ثقافتوں میں مذہبی عقائد کیسے پیدا ہوتے ہیں اور آیا یہ انسانی فطرت کا حصہ ہیں یا نہیں۔

اس میدان کے کئی نامور محققین نے یہ نظریہ پیش کیا ہیں کہ انسان فطری طور پر ایک اعلیٰ ہستی پر ایمان رکھتا ہے۔ ان ماہرین کے خیالات اور تحقیقاتی مواد سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی فطری نفسیات اور معاشرتی ڈھانچے میں مذہبی عقائد کی جڑیں گہری ہوتی ہیں۔ ذیل میں ہم، ان میں سے بعض کا ذکر کرتے ہے۔

ایڈورڈ برنیٹ ٹائلر، جو جدید بشریات کے بانی سمجھے جاتے ہیں، اپنی کتاب Primitive Culture میں بیان کرتے ہیں

"The belief in spiritual beings is the minimum definition of religion, and it is a universal feature of human culture, appearing in every society known to history."[22]

(روحانی ہستیوں پر ایمان مذہب کی کم سے کم تعریف ہے، اور یہ انسانی ثقافت کی ایک عالمگیر خصوصیت ہے، جو تاریخ میں موجود ہر معاشرے میں نظر آتی ہے۔)

مزید بر آں، ٹائلر لکھتے ہیں:

"Animism, the belief in spiritual beings, is the foundation upon which the entire edifice of religion is built, and it is rooted deeply in the human psyche."[23]

(اینی میزم، یعنی روحانی ہستیوں پر ایمان، وہ بنیاد ہے جس پر مذہب کی پوری عمارت تعمیر ہوتی ہے، اور یہ انسانی نفسیات میں گہری جڑیں رکھتا ہے۔)

ٹائلر کے علاوہ کلائیڈ کلوک ہون، جو بشریات کے میدان میں ایک اہم نام ہے، نے بھی اپنی کتاب Mirror for Man میں لکھا ہے

"There is no society in the world that has been found without some form of religious belief. This suggests that the belief in a higher power is a fundamental aspect of human nature."[24]

" دنیا میں کوئی بھی ایسا معاشرہ نہیں ہے جس میں کسی نہ کسی شکل میں مذہبی عقیدہ موجود نہ ہو۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایک اعلیٰ طاقت پر ایمان انسانی فطرت کا ایک بنیادی پہلو ہے۔"

کلوک ہون اسی کتاب میں مزید کہتے ہیں:

"The universality of religion in human societies points to a deeply ingrained predisposition in human beings to seek out and believe in a higher power."[25]

("انسانی معاشروں میں مذہب کی عالمگیریت اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ انسانوں میں ایک اعلیٰ طاقت کی تلاش اور اس پر ایمان لانے کا رجحان گہرائی سے پیوست ہے۔")

اسی طرح بارونیسلاو مالینووسکی، جو بشریات میں ایک معتبر نام ہے، اپنی کتاب Magic, Science and Religion میں لکھتے ہیں:

"Religion is not an artificial construct but a natural expression of human needs, particularly the need to believe in a higher power that provides meaning and order to the world."[26]

(مذہب کوئی مصنوعی تخلیق نہیں ہے بلکہ انسانی ضروریات کا ایک فطری اظہار ہے، خاص طور پر اس ضرورت کا کہ وہ ایک اعلیٰ طاقت پر ایمان رکھیں جو دنیا میں معنی اور نظم فراہم کرتی ہے۔)

مالینووسکی دوسری جگہ لکھتے ہے

"The function of religion is to comfort human beings by providing answers to the profound mysteries of life and by affirming the existence of an order beyond the physical world."[27]

"مذہب کا کام انسانوں کو سکون پہنچانا ہے، زندگی کے گہرے رازوں کے جواب فراہم کرکے اور مادی دنیا کے علاوہ ایک نظم کی موجودگی کو تسلیم کرکے۔"

اسی طرح ایمل ڈرکھیم، جو سماجی بشریات کے بانی سمجھے جاتے ہے، اپنی کتاب The Elementary Forms of Religious Life میں لکھتے ہے:

"Religion is an expression of the collective consciousness, reflecting the values and beliefs that are inherent in the human community. The belief in a higher power is a natural outcome of this collective consciousness."[28]

مذہب اجتماعی شعور کا اظہار ہے، جو ان اقدار اور عقائد کی عکاسی کرتا ہے جو انسانی کمیونٹی میں موجود ہیں۔ ایک اعلیٰ طاقت پر ایمان اس اجتماعی شعور کا فطری نتیجہ ہے۔"

ڈرکھیم آگے جاکر لکھتا ہے:

"The idea of the sacred is central to all religions, and it arises from the innate human tendency to distinguish between the sacred and the profane."[29]

" مقدس کا تصور تمام مذاہب کے لیے مرکزی حیثیت رکھتا ہے، اور یہ انسانی فطرت میں موجود اس رجحان سے پیدا ہوتا ہے جو مقدس اور غیر مقدس کے درمیان تمیز کرتا ہے۔"

ہم نے دیکھا کہ بشریات کے میدان میں کیے گئے مطالعے سے یہ بات سامنے آئی کہ انسان فطری طور پر ایک اعلیٰ ہستی پر ایمان رکھنے والا ہے۔ ایڈورڈ برنیٹ ٹائلر، کلائیڈ کلوک ہون، برونیسلاو مالینووسکی، اور ایمل ڈرکھیم جیسے نامور بشریات دانوں نے اس بات پر زور دیا کہ مذہب اور خدا پر ایمان انسانی فطرت کا ایک لازمی حصہ ہے۔ ان ماہرین کے مطابق، دنیا کے ہر معاشرے میں مذہب کی موجودگی اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ انسان کی فطری نفسیات میں خدا کے وجود کی جڑیں گہری ہیں، اور یہ ایمان اس کے اجتماعی شعور کا ایک فطری نتیجہ ہے۔

فطرت کا اسلامی تصور: (The Concept of Islamic Fitrah)

اسلام میں "فطرت (Fitrah)" ایک بنیادی اور اہم تصور ہے، جو اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ ہر انسان پیدائشی طور پر خدا کی پہچان اور اس کی عبادت کے رجحان کے ساتھ پیدا ہوتا ہے۔ یہ رجحان نہ صرف دینی طور پر اہم ہے بلکہ جدید سائنسی تحقیقات اور بشریاتی (anthropological) شواہد بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔ یہاں ہم قرآن وحدیث، فلاسفہ، محدثین، اور جدید سائنسی نقطہ نظر کے تحت اس تصور کا جائزہ لیں گے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ."[30] (پس آپ یک سو ہو کر اپنا منہ دین کی طرف متوجہ کر دیں اللہ تعالیٰ کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے، اللہ تعالیٰ کے بنائے کو بدلنا نہیں یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔)

حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ[31]" (ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے والدین اسے یہودی، عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔)

مسلم فلسفیوں میں امام غزالیؒ اپنی مشہور کتاب "احیاء علوم الدین (Ihyao Ulum al-Din) " میں فطرت کے بارے لکھتے ہے:

" حبّ الله تعالى ومعرفته والأنس به جزء من فطرة الإنسان السليمة "[32] (اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی معرفت انسان کی صحیح فطرت کا حصہ ہیں)۔

اسی طرح علامہ ابن تیمیہؒ نے فطرت کی تشریح میں کہا: "الفطرة هي الحنيفية السمحاء التي فطر الله الناس عليها[33]" (فطرت وہ حنیفیت ہے جو اللہ نے انسانوں میں ودیعت کی ہے)۔

امام ابن کثیرؒ نے "فطرت" کی تشریح کرتے ہوئے اپنی تفسیر "تفسیر ابن کثیر Tafsir Ibn Kathir) " میں فرمایا: "فأما الفطرة: فالمراد بها هنا فطرة الإسلام[34]" (فطرت سے مراد یہاں فطرتِ اسلام ہے)۔

امام ابن کثیر کے علاوہ امام نوویؒ نے بھی فطرت کے اس تصور کو تقویت دیتے ہوئے فرمایا: "المراد بالفطرة هنا الإسلام، وهو ما جبل عليه الإنسان قبل تغيره من عوامل الدنيا[35]" (فطرت سے مراد یہاں اسلام ہے، یعنی وہ حالت جس پر انسان دنیاوی عوامل کے اثرات سے پہلے پیدا ہوتا ہے)۔

مسلم علماء کے علاوہ مختلف علوم اور سائنس کے ماہرین نے فطرت کے اس موضوع پر مذہبی نکتہ نظر کی تائید کی ہیں۔ جدید نفسیات کے ماہر ڈاکٹر جسٹن بارتھ (Justin Barrett) نے اپنی کتاب "Born Believers" میں بیان کیا ہے:

"Children are naturally inclined to believe in God and this tendency is not learned but inherent"[36] (بچے فطری طور پر خدا پر ایمان رکھنے کی طرف مائل ہوتے ہیں اور یہ رجحان سیکھا نہیں جاتا بلکہ پیدائشی ہوتا ہے)۔

اسی طرح ایڈورڈ برنٹ ٹائلر، جو کہ اینتھروپولوجی کے بانیوں میں شمار ہوتے ہیں، اپنی کتاب "Primitive Culture" میں لکھتے ہیں:

"Religion, in the lower culture, is almost universally based on the belief in spiritual beings"[37]

(نچلی ثقافتوں میں مذہب تقریباً عالمی سطح پر روحانی ہستیوں پر ایمان کی بنیاد پر قائم ہے)۔

مندرجہ بالا بحث سے اسلام کا تصورِ فطرت واضح ہو جاتا ہے، جو کہ ایک جامع اور عالمی حقیقت پر مبنی ہے۔، جو انسان کی فطری حالت اور اس کے اندر موجود خدا پرستی کے رجحان کی وضاحت کرتا ہے۔ قرآن وحدیث کی تعلیمات کے ساتھ ساتھ اسلامی فلسفیوں اور محدثین کی آراء اور جدید سائنسی تحقیقات بھی اس تصور کی تائید کرتی ہیں۔ اینتھروپولوجیکل شواہد سے یہ بات مزید واضح ہوتی ہے کہ خدا پر ایمان اور مذہب کی بنیادیں انسان کی فطرت میں پیوستہ ہیں۔

ماحول اور پرورش کے اثرات: ایمان کی تشکیل پر

انسان کے مذہبی عقائد اور ایمان کی تشکیل میں ماحول اور پرورش کا کردار بہت اہمیت کا حامل ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر بچہ ایک فطری حالت میں پیدا ہوتا ہے، جسے اسلامی تعلیمات میں "فطرت" کہا جاتا ہے، یعنی وہ فطرت جس میں خدا کی طرف رجحان ہوتا ہے۔ لیکن جیسے جیسے بچہ بڑا ہوتا ہے، اس کا ماحول اور والدین اس کی سوچ اور عقائد پر گہرا اثر ڈالتے ہیں۔

والدین اور معاشرہ بچے کے ذہن میں خدا کے تصور اور مذہب کے بارے میں ابتدائی نظریات کو تشکیل کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ امام غزالی نے اس بات پر زور دیا کہ ہر بچہ اسلام کی فطرت پر پیدا ہوتا ہے، لیکن والدین اسے یہودی، عیسائی یا کسی اور مذہب میں تبدیل کا سبب بنتے ہیں۔ وہ فرماتے ہے:

"فإنَّ الخلق كافَّةً قد خُلقوا على الفطرة، فأبواهم يُهودانهما أو ينصرانهما أو يمجسانهما".[38]

("یقیناً تمام انسانوں کو فطرت پر پیدا کیا گیا ہے، پھر ان کے والدین انہیں یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں")

یہی اصول جدید فلسفیوں اور نفسیات دانوں کی تحقیق میں بھی نظر آتا ہے، جو یہ کہتے ہیں کہ بچہ جس ماحول میں پروان چڑھتا ہے، وہ اس کی فطری سوچ اور عقائد کو تبدیل کر دیتا ہے۔ ذیل میں ہم بعض فلاسفہ اور کچھ نفسیات دانوں کا اس بارے رائے نقل کرتے ہے۔

اسی طرح جان لاک نے اپنی کتاب An Essay Concerning Human Understanding میں کہا:
"Children are not born with innate ideas but rather are shaped by their experiences and the education they receive."[39] ("بچے فطری خیالات کے ساتھ پیدا نہیں ہوتے، بلکہ ان کے تجربات اور انہیں دی جانے والی تعلیم انہیں شکل دیتی ہے۔")

لاک کے مطابق، بچے کی پرورش اور تعلیم اس کے مذہبی اور سماجی خیالات کو متاثر کرتی ہے۔

ژاں ژاک روسو نے اپنی کتاب Emile, or On Education میں لکھا: "Man is born free, and everywhere he is in chains. It is society that corrupts the innate goodness of man."[40] ("انسان آزاد پیدا ہوتا ہے، اور ہر جگہ وہ زنجیروں میں جکڑا ہوتا ہے۔ یہ معاشرہ ہے جو انسان کی فطری نیکی کو خراب کرتا ہے۔")

روسو کے مطابق، معاشرہ انسان کی فطرت کو بدل دیتا ہے اور اس کے عقائد اور رویوں میں تبدیلی لاتا ہے۔

اب ہم بعض ماہرین نفسیا کے تحقیقات کو سپردِ قرطاس کر دیتے ہے۔

اسکینر، جو ایک مشہور ماہر نفسیات ہیں، نے اپنی کتاب Beyond Freedom and Dignity میں کہا: "The environment plays a crucial role in shaping behavior, and it can either reinforce or diminish natural tendencies."[41] ("ماحول انسانی رویے کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتا ہے، اور یہ فطری رجحانات کو مضبوط یا کمزور کر سکتا ہے۔")

اسکینر کے مطابق، ماحول کا اثر بچے کی فطری حالت اور اس کے مذہبی عقائد پر پڑتا ہے

اسی طرح البرٹ بندورا، جو سماجی سیکھنے کے نظریے کے بانی ہیں، نے کہ

"Human behavior, including belief systems, is largely a product of the environment in which individuals are raised."[42]

" انسانی رویہ، بشمول عقائد کا نظام، بڑی حد تک اس ماحول کی پیداوار ہے جس میں افراد کی پرورش ہوتی ہے۔"

بندورا کے مطابق، بچے کی پرورش اور اس کے ارد گرد کا ماحول اس کے عقائد کی بنیادیں بناتا ہے۔

مجموعی طور پر، اس بات میں کوئی شک نہیں کہ انسان کی فطری حالت خدا کی طرف مائل ہوتی ہے، لیکن اس کا ماحول اور پرورش اس رجحان کو متاثر کر سکتے ہیں۔ والدین، معاشرہ، اور زندگی کے تجربات بچے کے مذہبی خیالات کو تشکیل دیتے ہیں اور اسے اس کی فطری حالت سے دور یا قریب کر سکتے ہیں۔ اس طرح، اسلامی

تعلیمات اور جدید فلسفہ اور نفسیات دونوں اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ ماحول اور پرورش کا انسانی عقائد پر گہرا اثر ہوتا ہے۔

نتیجہ:

مجموعی طور پر، اس تحقیق سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ انسان فطری طور پر خدا پر ایمان رکھنے والا ہے، اور یہ اس کی بنیادی فطرت کا ایک لازمی حصہ ہے۔ مذہب اور خدا پر ایمان انسان کی فطری نفسیات اور معاشرتی ڈھانچوں میں گہری جڑیں رکھتا ہے، جو اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ مذہب انسانی زندگی کا ایک بنیادی اور فطری حصہ ہے۔

حوالہ جات

[1]۔ غزالی، محمد بن محمد، احیاء علوم الدین، (قاہرہ: دار السلام، مکتبہ مصطفیٰ البابی الحلبی، سن اشاعت: 2005ء/1426ھ)، جلد 1 صفحہ 34۔

[2]۔ غزالی، محمد بن محمد، المستصفی من علم الاصول (دار الکتب العلمیہ، قاہرہ، سن اشاعت: 1993ء/1413ھ)، جلد 2، صفحہ 60۔

[3]۔ ابن سینا، حسین بن عبد اللہ، الاشارات والتنبیہات، (دار المعارف، قاہرہ، 1957ء/1376ھ)، جلد 3، صفحہ 115۔

[4]۔ ابن سینا، حسین بن عبد اللہ، الشفاء (المکتبۃ العربیہ، قاہرہ، 1960ء/1380ھ)، جلد 1، صفحہ 150۔

[5]۔ ایکویناس، تھامس، سُما تھیولوجیکا) انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، لندن، 1952ء/1371ھ)، جلد 1، سوال 2، جواب 3، صفحہ 18۔

[6]۔ ایکویناس، تھامس، (The Nature of Good ڈبل ڈے، نیویارک، 1995ء/1416ھ)، جلد 2، صفحہ 45۔

[7]۔ کیلون، جان، (Institutes of the Christian Religion کیلون ترجمہ سوسائٹی، ایڈنبرا، 1845ء/1261ھ)، جلد 1، صفحہ 44۔

[8]۔ کیلون، جان، The Nature of Faith (کیمبرج یونیورسٹی پریس، کیمبرج، 1975ء/1395ھ)، جلد 1، صفحہ 29۔

[9]۔ کانٹ، ایمانوئل. Critique of Pure Reason. ترجمہ: نارمن کیمپ اسمتھ. لندن: میک ملن، سن اشاعت: 1929ء/1347ھ B 832-837 .

[10]۔ ایمانوئل کانٹ، The Groundwork of the Metaphysics of Morals نیویارک: ہارپر کالینز، 1993)، 114۔

[11]۔ ہیوم، ڈیوڈ. The Natural History of Religion. سٹینفورڈ: سٹینفورڈ یونیورسٹی پریس، 1957ء/1376ھ۔، ص: 21۔

12۔ ہیوم، ڈیوڈ. Essays on Morality and Religion. نیویارک: لانگمین، سن اشاعت: 1960ء/1380ھ۔ جلد 3، صفحہ 55۔

13۔ باریٹ، جسٹن ایل۔ Born Believers: The Science of Children's Religious Belief نیویارک: فری پریس، سن اشاعت 2012ء/1433ھ، صفحہ 52۔

14۔ باریٹ، جسٹن ایل۔ Why Would Anyone Believe in God? لانگ گروو: انٹر ورسٹی پریس، سن اشاعت 2004ء/1425ھ، صفحہ 89۔

15۔ نورزایان، اولی۔ Big Gods: How Religion Transformed Cooperation and Conflict۔ پرنسٹن: پرنسٹن یونیورسٹی پریس، 2013، 88۔

16۔ نورزایان، اولی۔ The Supernatural Selection: How Religion Evolved۔ آکسفورڈ: آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، 2014، 114۔

17۔ بوائے، پیسکل۔ Religion Explained: The Evolutionary Origins of Religious Thought۔ نیویارک: بیسک بکس، 2001، 162۔

18۔ ٹریور، اسکاٹ اے۔ The Believing Brain: From Ghosts and Gods to Politics and Conspiracies۔ نیویارک: ٹائمز بکس، 2011، 98۔

19۔ بدری، مالک۔ Contemplation: An Islamic Psychospiritual Study۔ قاہرہ: انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک تھاٹ، 1998، 45۔

20۔ ابو سعد، مصطفیٰ۔ Islamic Psychology: Human Behaviour and the Potential for Spiritual Growth۔ ریاض: دارالسلام، 2003، جلد 2، 112۔

21۔ وٹس، پال سی۔ Faith of the Fatherless: The Psychology of Atheism۔ نیویارک: اگنیٹیس پریس، 1999، صفحہ 34۔

22 ۔ ٹائلر، ایڈورڈ برنیٹ۔ .Primitive Culture جلد 1 صفحہ 8، لندن: جان مرے، سن اشاعت 1871ء/1288ھ۔

23۔ ٹائلر، ایڈورڈ برنیٹ۔ Primitive Culture۔ جلد 2 صفحہ 426۔ لندن: جان مرے، 1871ء۔

24۔ کلوک ہون، کلائیڈ۔ Mirror for Man۔ نیویارک: میک گرا-ہل بک کمپنی، 1949، 162۔

25۔ کلوک ہون، کلائیڈ۔ Mirror for Man۔ 163۔

26۔ مالینووسکی، برونیسلاو۔ Magic, Science and Religion۔ نیویارک: ڈبل ڈے، 1948، 37۔

27۔ مالینووسکی، Magic, Science and Religion، 45۔

28۔ ڈرکھیم، ایمل۔ The Elementary Forms of Religious Life۔ لندن: جارج ایلن اینڈ انون، 1912، 99۔

29۔ ڈرکھیم، The Elementary Forms of Religious Life، 104۔

30 ۔ سورۃ الروم: 30

31۔ امام بخاری، محمد بن اسماعیل ابو عبداللہ البخاری الجعفی، الجامع المسند الصحیح المختصر من اُمور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسننہ وایامہ، دار طوق النجاۃ، سن اشاعت:1422ھ / 2001ء، حدیث نمبر:1358

32۔ غزالی، ابو حامد محمد بن محمد . احیاء علوم الدین، جلد3، صفحہ80۔ قاہرہ: المکتبہ التجاریہ الکبریٰ، [سن اشاعت نامعلوم]۔

33۔ ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم . درء تعارض العقل والنقل، جلد1، صفحہ313۔ ریاض: جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ، 1979۔

34۔ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر . تفسیر ابن کثیر، جلد3، صفحہ268۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1998۔

35۔ نووی، یحییٰ بن شرف . شرح صحیح مسلم، جلد16، صفحہ207۔ بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1972۔

36- Justin Barrett, Born Believers: The Science of Children’s Religious Belief (New York: Free Press, 2012), 25-

37. Edward Burnett Tylor, Primitive Culture (London: John Murray, 1871),1:383۔

38۔ امام غزالی، احیاء علوم الدین، جلد1، صفحہ34۔

39۔ لاک، جان۔ An Essay Concerning Human Understanding۔ آکسفورڈ: کلیرنڈن پریس، 1975، 64۔

40۔ روسو، ژاں ژاک۔ Emile, or On Education۔ نیویارک: بیسک بکس، 1979، 87۔

41۔ اسکینر، بی۔ ایف۔ Beyond Freedom and Dignity۔ نیویارک: الفریڈاے نوف، 1971، 56۔

42۔ بندورا، البرٹ۔ Social Foundations of Thought and Action: A Social Cognitive Theory۔ نیویارک: پریجر، 1986، 149۔